تصفیہ تہذیبِ فکر آدمیت کا امیں　　　تصفیہ تطہیر جذباتِ محبت کا ہے باب

(سید سراج الدین اجملی)

# تصفیہ


(شش ماہی)

جنوری تا جون ۲۰۱۶ء

جلد-۳/ شمارہ-۱


خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری سے

شائع ہونے والا اسلامی و عرفانی مجلہ


**زیر سر پرستی:** حضرت مولانا شاہ عین الحیدر قلندر مدظلہ العالی

(صاحب سجادہ خانقاہ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری لکھنو)

**مدیر اعلی:** ذوالنورین حیدر علوی

**معاون مدیران:** شاہ زین الحیدر علوی / حسن نواز شاہ

KUTUB KHANA-E-ANWARIYA
TAKIYA SHAREEF, KAKORI, LUCKNOW
TASFIAH JOURNAL ISSN 2347-7938

**ناشر:** کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ)

خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری لکھنو

## مشخصات

نام مجلہ: تصفیہ
مدیر اعلیٰ: ذوالنورین حیدر علوی
معاون مدیران: زین الحیدر علوی و حسن نواز شاہ
جلد: ۳
شمارہ: ۱ (جنوری تا جون ۲۰۱۶ء)
سال اشاعت: ۲۰۱۶ء مطابق ۱۴۳۸ھ
صفحات: ۲۶۲
کیفیت: شش ماہی
نشان امتیاز: آئی۔ایس۔ایس۔این ۷-۲۳۴۷-۷۹۳۸ (پرنٹ)
پروف ریڈنگ: سید مظہر علی عباس
کمپوزنگ و سٹنگ: عبدالرحیم ندوی / ذوالنورین حیدر علوی
فونٹس: Jameel Noori Nastaleeq/ Sakkal Majalla/ B Lotus/ B Jadid/ AA Sameer Tasmeem Bold/ Aleem Urdu Unicode/ Tahoma/ Cambria (Headings/ Awad Unicode/ Al Qalam (Quran/AGA Battouta लजसपदम/ AL-Mateen/Kruti Dev 010/
سائز: 4.5×7.5
سرورق: حامد خوش نویس
مطبع: نعمانی پریس، لکھنؤ
صوتی رابطہ: +919307025800/ +918400001431
برقی پتہ: Zunnoorain786@gmail.com
ناشر: کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ) خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری، لکھنؤ۔





اہل قلم کی نگارشات سے اتفاق لازمی نہیں!

# نقدِ ملفوظات پر ایک نظر

عبد العزیز ساحر

[۱]

نقدِ ملفوظات پروفیسر نثار احمد فاروقی (م ۲۰۰۴ء) کا ایک نہایت ہی اہم اور گراں قدر مجموعۂ مقالات ہے۔ اس مجموعے میں ان کے تیرہ مقالات شامل ہیں۔ چار مقالے براہِ راست ملفوظاتی ادب سے متعلق ہیں اور یہی چار مقالے پیشِ نظر تبصرے کا موضوع بھی ہیں۔ بقیہ نو مقالات میں سے پانچ تصوف کے مختلف مباحث کا احاطہ کرتے ہیں اور چار مقالات مختلف صوفیہ کے احوال وآثار اور ان کی تعلیمات سے متعلق ہیں۔

ملفوظاتی ادب پر مبنی مقالات کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ فوائد السالکین۔ ایک تنقیدی جائزہ

۲۔ حضرت نظام الدین اولیاء۔ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے ملفوظات میں

۳۔ احسن الاقوال۔ حضرت باباصاحب اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے حالات کا ایک اہم ماخذ

۴۔ دررِ نظامی۔ حضرت باباصاحب اور حضرت محبوب الہیٰ کے حالات کا ایک ماخذ

پروفیسر نثار احمد فاروقی کا مجموعۂ ملفوظات نقدِ ملفوظات پہلی بار ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور کے اہتمام سے ۱۹۸۹ء سے شائع ہوا۔ یہ مجموعہ ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی سال اس کتاب کا انڈین ایڈیشن بھی اشاعت پذیر ہوا۔ بھارت میں اشاعت کا اہتمام مکتبۂ جامعہ، نئی دہلی نے کیا۔ صفحات کی تعداد ۲۶۲ ہے۔ یہ ملفوظاتی مقالات پاک وہند کے مختلف جرائد میں چھپے اور کتابی صورت میں جلوہ گر ہونے سے قبل ہی چشتیہ ادب کے قارئین کے وسیع تر حلقے میں معروف ہوئے۔



An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism
ISSN 2347-7938

پروفیسر نثار احمد فاروقی چشتیہ ماخذ اور مصادر پر بہت گہری نظر رکھتے تھے۔ انھوں نے اس سلسلے کے کئی اہم متن بھی مرتب فرمائے اور کئی متون کا اردو میں ترجمہ بھی کیا۔ ان کے ملفوظاتی ادب پر مبنی کئی مقالے مختلف رسائل و جرائد میں مطبوع ہوئے اور ہنوز کتابی صورت میں مرتب نہیں ہوئے۔ مختلف زبانوں میں مختلف موضوعات پر انھوں نے بہت کچھ لکھا، لیکن ان کے تحقیقی مقالات کا معیار اور وقار یکساں نہیں رہا۔ وہ اکثر و بیشتر یادداشت کی بنیاد پر لکھتے تھے اور دورانِ تحقیق اصل ماخذ کی طرف مراجعت سے بے نیاز تھے۔ یوں لگتا ہے جیسے انھوں نے مختلف اور متنوع کتابوں سے نوٹس لے رکھے تھے، اور دورانِ نگارش ان ہی سے وہ اخذ و استفادہ کرتے تھے۔ اس ضمن میں جو بھی صورت رہی ہو، ان کے مقالات کا تحقیقی معیار بہر حال متاثر ہوا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ مابعد کے مطالعاتی افادات اور تحقیقات کی روشنی میں ان مقالات کو بارِ دگر دیکھا جاتا اور تاریخی اور زمانی اغلاط اور تسامحات کی درستی کی جاتی اور نظر ثانی کے بعد کتابی صورت میں ان کی جلوہ گری کا سامان کیا جاتا، مگر وہ اس جانب متوجہ نہیں ہوئے اور ان مقالات میں مختلف نوع کی غلطیاں راہ پا گئیں۔

ذیل میں ملفوظاتی ادب پر لکھے گئے ان کے متذکرہ بالا چار مقالات کے علمی، فکری اور تاریخی تسامحات کا مقالہ وار جائزہ لیا جائے گا، تاکہ ان تسامحات کی نہ صرف نشاندہی کی جا سکے، بلکہ مستند اور بنیادی مآخذ کی روشنی میں اصل کی طرف مراجعت بھی کی جائے۔

[۲]

ا۔ فوائد السالکین۔ ایک تنقیدی جائزہ

یہ مقالہ سولہ صفحات (ص ۴۷ تا ۶۲) پر مشتمل ہے۔ اس میں پروفیسر نثار احمد فاروقی نے مختلف دلائل قائم کر کے اس مجموعۂ ملفوظات کو جعلی اور وضعی قرار دیا۔ پروفیسر صاحب موصوف پہلے محقق نہیں، جنھوں نے اس مجموعے پر حرف گیری کی ہو، کیونکہ ان سے قبل اس طرزِ تحقیق کی بنیاد پروفیسر محمد حبیب (م ۱۹۷۱ء) کے ایک مقالے بعنوان:

Mystic Records of the Sultanate Period(1) Chishti

سے پڑی اور پھر یہ نقطۂ نظر مشرق اور مغرب کے کئی محققین کے دائرۂ تحقیق تک پھیل گیا۔ پروفیسر فاروقی اس نکتے سے یقیناً بے خبر نہیں تھے کہ جنوبی ایشیا کے صوفی ادب کا کوئی ایک بھی مجموعۂ ملفوظات ایسا نہیں، جو الحاق، تحریف اور اغلاط سے محفوظ رہا ہو اور کاتبوں نے اس کی کتابت میں گل نہ کھلائے ہوں اور ہر نوع کی غلطیوں کو رواج نہ دیا ہو۔ عرفِ عام میں ملفوظاتی ادب پر مشتمل مستند اور متحقق مجموعے (مثلاً: فوائد الفواد، خیر المجالس اور سیر الاولیاء وغیرہ) بھی جب تاریخی، واقعاتی اور علمی و لسانی اغلاط سے پاک اور مبرا نہیں، تو پھر فوائد السالکین اور اس قبیل کے دوسرے ملفوظاتی مجموعوں (انیس الارواح، دلیل العارفین، اسرار الاولیاء، راحت القلوب، افضل الفوائد اور مفتاح العاشقین) پر یک قلم خطِ تنسیخ کیونکر کھینچ دیا جاتا ہے؟ حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس (اور اس جیسی دوسری متذکرہ بالا کتابوں) کے معلوم اور محفوظ نسخوں کی مدد سے ایک انتقادی متن تیار کیا جائے۔ اس طرح اس نوع کے تقابلی مطالعاتِ متن کی وجہ سے کئی مغالطے رفع ہو جائیں گے۔

بیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں اس طرز کی کتابوں کے متون اور اردو تراجم شائع ہوئے۔ اصل متون کو انتقادی اصول و ضوابط کی روشنی میں پرکھا نہیں گیا۔ محض عقیدت اور محبت کی بنیاد پر ان کتابوں کی اشاعت عمل میں لائی گئی۔ بعد ازاں انہی متون اور ان کے تراجم ان محققین کے تحقیقی مطالعات کی اساس قرار پائے۔ ان محققین نے ان کتابوں کے قلمی اور خطی نسخوں سے استفادہ نہیں کیا اور ماحضر ہی پر تحقیقی مطالعات کی بنا اُٹھائی، جس کی وجہ سے ان محققین کے نتائجِ تحقیق یک رخے اور اکہری معنویت کے حامل ہونے کی بنا پر قابلِ قبول نہیں رہے۔

راقم کی تحقیق کے مطابق: فوائد السالکین کا فارسی متن تین بار (۲) اشاعت پذیر ہوا۔ اس کے تین اردو ترجمے (۳) بھی شائع ہوئے۔ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں اس کے ۳۷ خطی نسخے (۴) بھی محفوظ ہیں۔ شاید اور بھی ہوں، لیکن ہنوز راقم ان کی موجودگی سے آگاہ نہیں۔ اس کتابِ مستطاب کا قدیم ترین حوالہ شیخ برہان الدین غریب (م۷۳۸ھ) کے مرید اور دامن گرفتہ خواجہ رکن الدین دبیر کی کتاب شمائل الاتقیاء (۵) میں مذکور ہوا۔ یہ کتاب خواجہ برہان الدین غریب کی مبارک زندگی میں لکھی گئی۔ اس کے مصنف نے اس کتابِ جمیل کا دیباچہ اپنے شیخ کی ایک مجلس (۶) میں ہدیۂ سامعین کیا۔ شیخ نے بھی اسے توجہ اور دلچسپی سے سماعت فرمایا اور کتاب اور صاحبِ کتاب کے لیے برکت



تصوفیہ
جلد-۳/شمارہ ۱-۰۵
جنوری تا جون ۲۰۱۶

اور زندگیِ جاوداں کی دُعا مانگی۔ دُعا مقبول ہوئی اور اتنے زمانے گزر جانے کے بعد بھی کتاب اور صاحبِ کتاب زندۂ جاوید ہیں۔ اس دیباچے میں مصنف نے اپنے مآخذ اور منابع کا ذکرِ خیر بھی کیا، جن میں فوائد السالکین کا نام بھی شامل تھا۔ اگر واقعتاً یہ کتاب (فوائد السالکین) وضعی اور جعلی ہوتی تو شیخ برہان الدین غریب یقیناً اپنے مرید اور نیاز مند کو اس کتاب کو بطور ماخذ اور مصدر شامل کرنے سے منع فرماتے۔ شیخ برہان الدین غریب علوم ظاہری اور باطنی کے بے بدل اور بے مثال عالم تھے۔ ان کی فکری اور روحانی تربیت خواجہ نظام الدین اولیاء (م ۷۲۵ھ) کی بارگاہِ عرش مقام میں ہوئی اور وہ ایک ایسے خانوادے کے فردِ فرید تھے، جس کا عرفانی رشتہ اور فکری رابطہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین مسعود گنج شکر (م ۶۷۰ھ) سے بہت گہرا اور بہت نیاز مندانہ تھا۔ ان کے سگے ماموں خواجہ جمال الدین ہانسوی اور ماموں زادے بابا فرید کے خلیفہ تھے۔ شیخ برہان الدین غریب اپنے عہد اور اس سے ماقبل کے چشتی ملفوظاتی سرمائے سے باخبر تھے۔ اگر خدانخواستہ یہ مجموعۂ ملفوظات جعلی ہوتا تو وہ ضرور اس کتاب کے اقتباسات نقل کرنے سے منع فرماتے، لیکن انھوں نے اس کتاب (اور اس کے پہلو بہ پہلو دلیل العارفین اور راحت القلوب) کا ذکرِ خیر سنا، خوش وقت ہوئے اور اس پر صاد فرمایا۔ پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس کتاب کے کئی مندرجات فوائد الفواد، خیر المجالس اور سیر الاولیاء میں مذکور ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ ان کتابوں میں فوائد السالکین کا نام کہیں بھی نہیں آیا، لیکن اس کے مندرجات کی روشنی اور خوشبو ان کتابوں کے آنگن میں جلوہ آرا ہے۔ جب اس کتاب کے اقتباسات معمولی لفظی تبدیلیوں کے ساتھ ان کتابوں میں نقل ہو رہے ہیں تو پھر کیا عذر باقی رہ جاتا ہے کہ اس کتاب کو جعلی اور وضعی قرار دیا جائے۔ نقل در نقل کی وجہ سے اس عہد کی دیگر مستند اور معتبر کتابوں میں بھی سنہ و سال اور مہ و ایام کا تفاوت مل جاتا ہے، لیکن ان تغیرات اور اغلاط کی بنیاد پر وہ کتابیں استناد کے بلند مقام سے نیچے نہیں آتیں، جبکہ روایات کی صداقت اور کیفیات کی خوش آہنگی کے باوصف فوائد السالکین اور دوسرے مجموعہ ہائے ملفوظات طاقِ ابد پر جلوہ گر نہیں ہو پاتے۔ این چہ بوالعجبیست

فوائد السالکین پر جتنے بھی اعتراضات پروفیسر نثار احمد فاروقی نے اپنے اس مقالے میں قائم کیے، ان کے مسکت جوابات آئینۂ ملفوظات (۷) کے فاضل مصنف علامہ اخلاق حسین دہلوی (م ۱۹۹۴ء) دے چکے ہیں۔ قارئین اس سلسلے میں ان کا مقالہ فوائد السالکین کا مطالعہ (ص ۹۶ تا ۱۴۰) ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ان دونو مقالات کا تقابلی مطالعہ کرنے

تصفیہ جلد-۳ / شمارہ-۱ جنوری تا جون ۲۰۱۶

کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر نثار احمد فاروقی کی اس باب میں خامہ فرسائی رائیگاں گئی اور ان کا تحقیقی اسلوب کسی خوش کن بیانیے کا اظہاریہ نہیں بن پایا۔

۲۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ۔ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے ملفوظات میں

اس مقالے کی تحریر و تسوید میں پانچ کتابوں سے اخذ و استفادہ کیا گیا، لیکن لطف کی بات یہ کہ ان پانچ کتابوں میں سے دو کتابیں (کشکولِ کلیمی اور مکتوباتِ کلیمی) ملفوظاتی ادب پر مشتمل نہیں۔ بقیہ تین ملفوظاتی مجموعوں میں مجالسِ حسنہ، خلاصتہ الفوائد اور انوار الا صفی فی اظہار اسرار الجلی و الخفی شامل ہیں۔ اس مقالے میں جس مواد پر تحقیقی مطالعے کی بنیاد اُٹھائی گئی، اس میں سے چالیس فیصد مواد موضوع سے براہِ راست متعلق نہیں۔ پیشِ نظر صورت میں، یا تو عنوانِ مقالہ میں 'سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے ملفوظات میں' کے بجائے 'سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے علمی و ادبی سرمائے میں' کے الفاظ ہونے چاہییں تھے، یا پھر دیگر ملفوظاتی مجموعوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری تھا۔ موجودہ صورت میں، یہ عنوان مقالے کے موضوع کا حق ادا نہیں کر رہا۔ دوسرا یہ کہ جن تین ملفوظاتی مجموعوں کو اس مقالے کی اساس بنایا گیا، ان کے تعارفیے میں بھی ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں۔

مجالسِ حسنہ:

(۱) "۔۔۔۔۔۔۔ اصل کتاب [مجالسِ حسنہ] فارسی میں ہے اور غالباً آج تک شائع نہیں ہوئی، مگر اس کا اردو ترجمہ جو کل ۴۴ صفحوں میں آیا ہے، عرصہ ہوا لاہور سے چھپ گیا تھا۔" (۸)

تبصرہ: یہ رسالہ ۴۴ نہیں، ۴۶ ص پر مشتمل ہے۔ ترجمہ ۴۳ ص میں آیا ہے۔ آخری تین صفحوں پر ادارے کی مختلف مطبوعہ کتابوں کے کوائف اشتہار کی صورت میں دیے گئے ہیں۔

(۲) "ان [شیخ کمال الدین علامہ] کا انتقال ۲۷/ ذیقعدہ ۷۵۶ھ کو ہوا۔ دہلی میں اپنے پیر و مرشد کے جوار میں مدفون ہیں۔" (۹)

تصفیہ جلد-۳/ شمارہ ۱-۵ جنوری تا جون ۲۰۱۲

تبصرہ: شیخ کمال الدین علامہ نے اپنے مرشد خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی (م ۷۵۷ھ) کی زندگی میں انتقال فرمایا۔ وہ اپنے شیخ کے جماعت خانے ہی میں دفن ہوئے۔ فاروقی صاحب کے جملے سے شبہ ہوتا ہے کہ گویا شیخ کی رحلت کے بعد جب وہ فوت ہوئے تو انھیں شیخ کے جوار میں دفن کیا گیا۔

(۳)" ان [شیخ سراج الدین] کے فرزند شیخ علم الدین چشتی تھے، جنھوں نے اپنے والد کے علاوہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز سے بھی خرقہ پایا اور ۲۶ر صفر ۸۱۹ کو انتقال فرمایا۔ ان کے فرزند اور جانشین حضرت شیخ محمود راجن (وفات ۲۲ر صفر ۹۰۰ھ) ہوئے۔ انھیں حضرت مخدوم جہانیانِ جہاں گشت سے بھی خرقہ ملا۔"(۱۰)

تبصرہ: اس اقتباس میں دو غلطیاں موجود ہیں۔ ایک تو یہ کہ فاروقی صاحب نے شیخ علم الدین کا سنہ وصال غلط لکھ دیا اور کوئی حوالہ بھی نہیں دیا کہ ان کا مصدر اور ماخذ کیا ہے؟ درست سنہ وصال ۸۰۹ھ ہے اور سلسلے کے تمام بنیادی مآخذ اس پر دال ہیں۔ دوسرا یہ کہ شیخ محمود راجن کو مخدوم جہانیانِ جہاں گشت کا تربیت یافتہ قرار دیا گیا۔ فاروقی صاحب یہ بات رواروی میں لکھ گئے اور اس تاریخی مغالطے کی طرف توجہ نہیں دی کہ مخدوم جہانیانِ جہاں گشت ۷۰۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۷۸۵ھ کو وفات فرما گئے۔ شیخ محمود راجن کا زمانۂ حیات نویں صدی ہجری کا ہے۔ اب اس تاریخی اور زمانی تناظر میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھیں مخدوم سے خرقۂ خلافت ارزانی ہوا ہو؟

(۴) پروفیسر نثار احمد فاروقی نے صاحبِ ملفوظات کا شجرۂ نسب (جو ان کا شجرۂ طریقت بھی ہے) مرتب کیا، لیکن افسوس کہ یہ شجرہ نہ صرف غلطیوں سے پُر ہے، بلکہ نامکمل بھی ہے اور گمراہ کن بھی۔ انھوں نے کئی نام غلط بھی لکھے (جیسے: شیخ احمد میاں جیو کی بہن کا نام بی بی جوترہ کے بجائے چوترہ لکھا اور ان کو میاں جیو کی بیٹی قرار دیا۔) اور کئی اہم نام چھوڑ بھی دیے (مثلاً: شیخ علم الدین کے صاحبزادے شیخ محمود راجن اور پوتے شیخ جمال الدین جمن)۔ کہیں بھائی کو بیٹا لکھ دیا (مثلاً: ابو محمد، شیخ احمد میاں جیو کے بھائی تھے، بیٹے نہ تھے) اور کہیں پھوپیاں بہنیں بن گئیں (جیسے: بی بی خوترہ اور بی بی جوترہ شیخ حسن محمد کی پھوپیاں تھیں، بہنیں نہیں۔)

(۵) "کتاب کے جامع شیخ محمد چشتی ۔۔۔ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں۔ ان کے چہل و دو رسائل مشہور ہیں، مگر اب بیشتر تصانیف ناپید ہیں۔"(۱۱)

تصفیہ
جلد-۳ / شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶


ISSN 2347-7938

تبصرہ: شیخ محمد چشتی کے چہل و دو رسائل ناپید نہیں، بہت عام ہیں۔ ان رسائل کے خطی نسخے پاک وہند کے مختلف کتب خانوں میں موجود اور محفوظ ہیں۔ لطف کی بات یہ کہ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی ایک خانقاہ معظم آباد شریف (ضلع سرگودھا) میں یہ سارے رسائل یکجا بھی محفوظ ہیں۔ حیرت ہے کہ فاروقی صاحب جیسے کتاب شناس کے مقالے میں ان کتابوں کی نایابی اور عدم دستیابی کا مذکور ہوا۔

خلاصتہ الفوائد:

خلاصتہ الفوائد قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی (م ۱۲۰۵ھ) کے ملفوظات کا بیش بہا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب اور جامع قاضی محمد عمر حکیم قبلۂ عالم غریب نواز کے دامن گرفتہ اور صحبت یافتہ تھے۔ اس مجموعے کے نو خطی نسخوں کے عکس راقم کی دسترس میں ہیں، جو پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ اس کے چار اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ راقم نے اس مجموعے کے مختلف نسخوں کے تقابلی مطالعے کی روشنی میں اس کا ایک انتقادی متن بھی تیار کیا، جو عنقریب اشاعت پذیر ہوگا۔ اس مجموعے کے مختلف نسخوں کے متن میں کسی طرح کا بھی کوئی معنوی تغیر اور تبدل نہیں ہوا۔ البتہ لفظی اور افعالی تغیرات کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی کے زیرِ نظر جو مخطوطہ رہا ہے، وہ خلاصتہ الفوائد کا تو یقیناً نہیں، نافع السالکین کا ہے۔ معلوم نہیں کیوں انھوں نے اس مجموعے کو خلاصتہ الفوائد سمجھا اور اس مجموعے کے حوالے سے اقتباسات نافع السالکین سے نقل دیے۔ ان کی اس غلطی کی نشاندہی پہلی بار راقم نے اپنے ایک مقالے بعنوان خلاصتہ الفوائد۔ سلسلۂ چشتیہ کا ایک اہم مجموعۂ ملفوظات میں کی۔ (رک: راقم کا مجموعۂ مقالات: محرابِ تحقیق: ادارہ یادگارِ غالب، کراچی: ۲۰۱۲ء)

انوار الصفی فی اظہار اسرار الجلی والخفی:

یہ کتاب کوششِ بسیار کے باوجود راقم کی دسترس میں نہیں آئی۔ لہٰذا فاروقی صاحب کے مقالے کے اس حصے پر کسی نوعیت کی تنقید نہیں کی جاسکتی۔ اگر کبھی یہ کتاب میسر آگئی تو راقم اس کی روشنی میں مقالے کے اس حصے کو بھی اپنے نقد و نظر کا موضوع بنائے گا۔

۳۔ احسن الاقوال۔ حضرت بابا صاحب اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے حالات کا ایک اہم ماخذ

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲

احسن الاقوال خواجہ برہان الدین غریب کے ملفوظات کا نہایت ہی اہم اور گراں ارزش مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب اور جامع ان کے دست گرفتہ اور فیض یافتہ حماد الدین کاشانی تھے۔ انھوں فوائد الفواد کے اسلوب اور انداز سے ہٹ کر ایک نئی طرزِ اظہار کی راہ نکالی اور اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات کو موضوعات کے ذیل میں جمع اور مرتب کیا۔ اس مجموعے کے اسلوب اور تکنیکی آہنگ کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ مجموعہ اپنے اظہارِ نگارش میں ایک نئے اسلوب کا ترجمان ہے۔ اس طرز اور اسلوب کی پیروی اور اتباع میں بعد ازاں علی بن محمود جاندار کا مرتبہ مجموعۂ ملفوظات دررِ نظامی بھی اپنے فنی اور تکنیکی حوالے سے احسن الاقوال کے رنگ و آہنگ کی چھب دکھاتا ہے۔ بعد ازاں بھی اس مجموعے کی پیروی میں کئی ملفوظاتی مجموعے مرتب ہوئے۔ انیسویں صدی کے ایک بہت بڑے چشتی نظامی شیخ، خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۳۰۰ھ) کا مجموعۂ ملفوظات مرآۃ العارفین بھی احسن الاقوال کے رنگِ نگارش اور اسلوبِ ترتیب کی یاد دلاتا ہے۔

(۱) یہ مقالہ چونیتس صفحات (۹۳ تا ۱۲۶) پر مشتمل ہے۔ صاحبِ مقالہ نے اس مقالے کے ابتدائی صفحات میں احسن الاقوال، شیخ برہان الدین غریب، خواجہ حمادالدین کاشانی، اخبار الاخیار (از حمید قلندر) اور خیر المجالس کا تعارف کرایا اور بعد ازاں انھوں نے احسن الاقوال میں باباصاحب اور نظام الدین اولیاء کے جتنے بھی حوالے آئے، انھیں مرتب کر دیا۔ انھوں نے اس مقالے میں یہ نہیں بتایا کہ وہ یہ حوالے احسن الاقوال کے کس نسخے سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ بات تو یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اس مجموعے کا کوئی خطی نسخہ ان کے پیشِ نظر نہیں رہا، جیسا کہ مقالے کے ایک حاشیے میں انھوں نے تاریخِ مشائخِ چشت کے حوالے سے لکھا:

"اس کے قلمی نسخے بہت کم ملتے ہیں۔ راقم الحروف کے علم میں صرف ایک نسخہ ہے، جو پروفیسر محمد حبیب مرحوم کے کتب خانے میں تھا۔" (۱۲)

لطف یہ کہ اس مجموعے کا ایک مکمل اور خوانا نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کتب خانے کی زینت ہے اور وہ اس سے بے خبر ہیں۔ انھوں نے اس مجموعے کے ایک اردو ترجمے کا ذکر بھی کیا ہے۔ امکان تو یہی ہے کہ اقتباسات کی نقل نویسی کے دوران میں ان کا ماخذ یہی ترجمہ رہا ہو گا۔



An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism
ISSN 2347-7938

(۲) احسن الاقوال کے مرتب اور جامع چار بھائی تھے اور چاروں بھائی اپنی والدہ ماجدہ سمیت شیخ برہان الدین غریب کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ تھے، لیکن پروفیسر نثار احمد فاروقی نے لکھا:

''ان کے مرتب خواجہ حماد کاشانی تھے۔ یہ خواجہ عماد کاشانی کے فرزند ہیں۔۔۔ان کے دو بھائی خواجہ مجد الدین کاشانی اور خواجہ رکن الدین دبیر کاشانی بھی حضرت خواجہ برہان الدین غریب سے بیعت تھے۔''(۱۳)

۴۔ دررِ نظامی۔ حضرت باباصاحب اور حضرت محبوب الٰہیٰ کے حالات کا ایک ماخذ

دررِ نظامی مولانا علی بن محمود جاندار کا مرتبہ مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ تیس ابواب پر مشتمل ہے۔ مرتبِ ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا کے مرید اور دامن گرفتہ تھے۔ وہ ۱۳۔ رمضان المبارک ۷۰۸ھ کو حلقہ بگوش ہوئے۔ یہ مجموعہ اصلاً فارسی زبان میں ہے اور ابھی تک اشاعت پذیر نہیں ہوا۔ البتہ اس کا اردو ترجمہ بعنوان دررِ نظامی موسومہگفتارِ محبوب ۱۹۶۵ء میں کتب خانۂ نذیریہ، دہلی کے اہتمام سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس کے مترجم محمد یٰسین علی ہیں۔ ترجمہ ۲۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ترجمے کے اب تک کئی ایڈیشن برِ صغیر پاک و ہند سے اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ فاروقی صاحب نے اس کتاب پر اڑتیس صفحات (ص ۱۲۷۔۱۶۴) کا ایک مقالہ قلمبند کیا۔ اس مقالے میں کتاب اور صاحبِ کتاب کا تعارف بھی کرایا گیا اور دررِ نظامی کا فوائد الفواد کے ساتھ ایک تقابلی جائزہ بھی لیا گیا۔ مقالے میں دررِ نظامی سے پینسٹھ (۶۵) ایسے اقتباسات نقل کیے گئے، جن میں باباصاحب اور ان کے مرید اور خلیفہ خواجہ نظام الدین اولیاء کا ذکرِ خیر آیا۔ انھوں نے پورے مقالے میں کہیں بھی اس راز سے پردہ نہیں اُٹھایا کہ ان کے سامنے دررِ نظامی کا کون سا نسخہ موجود ہے؟ یہ تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کا اصل متن تو کبھی ان کے سامنے نہیں رہا۔ یقیناً انھوں نے اس کتاب کے مترجمہ ایڈیشن سے استفادہ کیا، لیکن انھوں نے کہیں اس کا اظہار نہیں کیا۔ ان سے اس کتاب کے تعارفیے میں غلطیاں سرزد ہوئیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱)'' دررِ نظامی کا فارسی متن ابھی تک غیر مطبوعہ ہے اور اس کا واحد قلمی نسخہ کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں بتایا جاتا ہے۔''(۱۴)

تصفیہ
جلد-۳/ شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲

تبصرہ: ایشیائک سوسائٹی بنگال میں اس مجموعے کے منحصر بہ فرد ہونے کی اطلاع فاروقی صاحب نے پروفیسر محمد حبیب کی کتاب حضرت نظام الدین اولیاء۔ حیات اور تعلیمات (۱۹۷۰ء: ص۴) کے حوالے سے دی ہے، لیکن افسوس کہ یہ اطلاع بھی غلط ہے۔ پروفیسر محمد حبیب بیسویں صدی کے ایک بڑے تاریخ دان ضرور تھے، مگر انھیں صوفی ادبیات پر اتنی قدرت حاصل نہیں تھی اور نہ ہی انھیں اس موضوع سے دلی اور فکری مناسبت تھی۔ وہ عمومی تاریخی آداب کی روشنی میں صوفی ادب کو دیکھنے میں کوشاں رہے اور یوں ان کا کام تحقیقی حوالے سے متاثر ہوا۔ ان کے سامنے نہ ہی بنیادی اور اساسی ماخذ موجود تھے اور نہ ہی انھوں نے ان تک رسائی کی سعی کی۔ حالانکہ ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں یہ آثار بکھرے ہوئے تھے، لیکن ان منابع اور مصادر میں دلچسپی نہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے اس جانب توجہ نہیں دی۔ دررِ نظامی کا ایک نسخہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے کتب خانے میں بھی موجود ہے، جہاں پروفیسر صاحب برسوں شعبۂ تاریخ سے وابستہ رہے۔ (ملاحظہ ہو اس نسخے کے کوائف: دررِ نظامی: مخزونہ مولانا آزاد کلیکشن، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ: شکستہ نستعلیق: ۱۸۱ برگ/ ۱۵ سطور)۔ اس کتاب کے اور بھی کئی قلمی نسخے موجود ہیں، دیکھیے:

دررِ نظامی: مخزونہ نیشنل لائبریری آف انڈیا، کلکتہ: نستعلیق: ۱۵۴ برگ/ ۱۳ سطور

دررِ نظامی: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۱۱۶ اوراق/ ۱۹ سطور فی صفحہ: ۱۳ویں صدی ھ: نستعلیق (فہرست نگار نے اس کا نام درِ نظامی لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ کتابت کی غلطی ہو۔ رک: مرآۃ العلوم۔ جلد پنجم: ڈاکٹر محمد عتیق الرحمن (مرتب): خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۰۱۰ء: ص۴۵)

دررِ نظامی: مخزونہ سالارِ جنگ میوزیم، حیدر آباد (سید محمد تنویر الدین نے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لیے اس کتاب کا انتقادی متن تیار کیا تھا۔)۔ مقالے کے کوائف ملاحظہ ہوں:

TH4624p891.55T69C : A Critical Study and Editing of Durar e Nizami :Syed Muhammad Tanveer ud din:Department of Persian, Osminia University,Hyderabad:1997:283p

تصوفیہ
جلد-۳/ شمارہ-۱
جولائی تا دسمبر ۲۰۱۶

پروفیسر خلیق احمد نے اس مجموعے کے دو خطی نسخوں کا تذکرہ کیا ہے جو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) اور سالارِ جنگ میوزیم (حیدر آباد) میں موجود ہیں، لیکن انھوں نے اس رسالے کا نام دُررِ نظامیہ لکھا ہے، جو درست نہیں۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی بھی، یاتو اس کتاب کے نام سے مکمل طور پر آگاہ نہیں تھے، یا پھر نام ان کے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت کا حامل نہیں تھا۔ وہ کہیں اسے دررِ نظامی کہتے ہیں اور کہیں اسے دررِ نظامیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

''یہ بات دررِ نظامیہ اور سیر الاولیاء میں بھی ملتی ہیں۔''(۱۵)

''کمتر روایات ایسی ہیں، جو دررِ نظامیہ کے سوا کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتیں۔''(۱۶)

حالانکہ اس کا درست اور صحیح نام دررِ نظامی ہے، دررِ نظامیہ ہر گز نہیں۔ ہر دو بزرگوں سے اس کے نام کی ترقیم میں غلطی ہوئی۔

(۲) بابا فرید اور ان کے پیر و مرشد کے سنہ ٔوصال کے حوالے سے دیکھیے:

(i ''۔۔۔۔ اور ضمناً اس میں بہت کچھ معلومات حضرت فرید الدین گنج شکر (ف ۶۶۴ھ) اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (ف ۶۳۴ھ) کے بارے میں آگئی ہیں۔''(۱۷)

(ii ''باباصاحب ۵/ محرم ۶۶۴ھ کو محبوب حقیقی سے واصل ہوئے۔''(۱۸)

(iii ''ہمیں معلوم ہے کہ انھوں [بابا صاحب] نے ۶۶۴ھ میں انتقال فرمایا ہے۔۔۔۔ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے انتقال کے وقت (۶۳۴ھ) آپ ہانسی میں تشریف فرما تھے۔''(۱۹)

تبصرہ: فاروقی صاحب نے اس کتاب میں ہر جگہ باباصاحب اور ان کے پیر و مرشد کا سنہ ٔوصال غلط لکھا۔ قدیم مآخذ اور منابع سے پتا چلتا ہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین مسعود ۵/ محرم ۶۷۰ھ کو واصل بحق ہوئے۔ انھیں قدیم منابع کی روشنی میں فیروز الدین احمد فریدی نے فرید الدین مسعود گنج شکر کے سالِ وصال کی تحقیق کے عنوان سے ایک بھرپور کتاب رقم فرمائی، جس میں انھوں نے بہ دلائل ثابت کیا کہ باباصاحب کا سالِ وصال ۶۷۰ھ ہے۔ فریدی صاحب سے قبل چشتی ملفوظات اور ادبیات کے ماہر علامہ اخلاق حسین دہلوی نے بھی اپنی مایہ ناز کتاب آئینۂ ملفوظات میں بابا صاحب کا یہی سالِ وصال اخذ کیا تھا، لیکن اس سنہ کے برعکس پروفیسر صاحب کی اس کتاب اور دیگر تحریرات میں مختلف

سنہ ہائے وصال دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا سنہ وصال ۱۴؍ربیع الاول ۶۳۳ھ کے بجائے ۶۳۴ھ لکھااور اس کی کوئی توجیہہ نہیں کی۔ حالانکہ اسی مقالے میں ایک جگہ انھوں لکھا:

”حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے جس محفلِ سماع میں انتقال فرمایاہے، اس کا بیان فوائد الفواد میں ہے اور دررِ نظامی میں کئی جگہ ہے اور اس میں تاریخِ انتقال واضح طور پر ۱۴؍ربیع الاول ۶۳۳ھ درج ہے، جو فوائد الفواد میں نہیں ہیں۔“(۲۰)

اگر دررِ نظامی میں قطب صاحب کی ’ تاریخِ انتقال واضح طور پر ۱۴؍ربیع الاول ۶۳۳ھ ‘ درج ہے تو پھر اسے قبول نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ بعض اوقات تو یوں لگتا ہے جیسے کہ صحیح سنہ و سال کی ترقیم پروفیسر صاحب کا مسئلہ نہیں، کیونکہ ان کے ہر مقالے؍کتاب میں یہ حوالے بدلتے رہتے ہیں۔

(۴) ”خیر المجالس کا سنہ تالیف ۶۵۵ھ، ۶۵۶ھ ہے۔“(۲۱)

تبصرہ: خیر المجالس کا سنہ تالیف ۷۵۵ھ، ۷۵۶ھ ہے۔ عدم دلچسپی کی وجہ سے پوری ایک صدی کا فاصلہ حائل ہو گیا، مگر ہمارے محقق کی توجہ اس جانب مبذول نہیں ہوئی۔

دررِ نظامی اور فوائد الفواد:

پروفیسر نثار احمد فاروقی نے دررِ نظامی اور فوائد الفواد کا تقابل بھی کیا، لیکن اس تقابلی مطالعے کے دوران میں انھوں نے کوئی واضح اور شفاف انداز اختیار نہیں کیا، جس کی وجہ سے کئی گرہیں پڑ گئیں۔ اس تقابل سے یہ معلوم نہیں ہو تاکہ دررِ نظامی کے مؤلف نے خواجہ نظام الدین اولیاء کی مجالس سے براہِ راست کسبِ فیض کیا، یا فوائد الفواد سے اخذ و استفادہ کیا، کیونکہ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے کہیں یہ فرمایا کہ دررِ نظامی کے ابواب فوائد الفواد کی مجالس سے ضیا بار ہیں۔ دیکھیے:

”امیر حسن سجزی نے حضرت کے ملفوظات کو مجلس وار اور تاریخی ترتیب سے قلمبند کیاہے اور مؤلفِ دررِ نظامی نے اسی اسی مواد کو تیس مختلف ابواب میں تقسیم کر دیاہے، لیکن کتاب میں کہیں بھی فوائد الفواد یا سیر الاولیاء کا حوالہ نہیں آیا ہے۔“(۲۲)

تصفیہ جلد-۳/شمارہ-۱ جنوری تا جون ۲۰۱۶

اور کہیں ان کا یہ ارشاد نظر نواز ہوتا ہے:

''بعض مقامات پر فوائد الفواد کا متن نسبتاً ناقص اور دررِ نظامی کا اس کے مقابلے میں بہتر ہے۔''(۲۳)

اگر یہ کتاب (دررِ نظامی) فوائد الفواد کی 'مجلس وار اور تاریخی ترتیب' سے منضبط ہوئی اور اُسی مواد کو تیس ابواب میں تقسیم' کیا گیا تو پھر بعض مقامات پر فوائد الفواد کے مقابلے میں دررِ نظامی کا متن کیسے کامل اور بہتر ہو گیا؟ پروفیسر صاحب موصوف نے اس قضیے کی کوئی توجیہہ پیش تو نہیں فرمائی، لیکن پندرہ ایسے مقامات کی نشاندہی ضرور کی، جہاں ان کی نظر میں اس کتاب کا متن متینِ فوائد الفواد سے بہتر ہے۔

[۴]

پیشِ نظر تبصرے میں چونکہ نقدِ ملفوظات کے ملفوظاتی ادب پر مبنی چار مقالات کا جائزہ مقصود تھا، اس لیے بقیہ مقالات سے صرفِ نظر کیا گیا۔ صوفیہ کے احوال و مناقب پر لکھے گئے مقالات میں بھی تاریخی اور تحقیقی اغلاط بکثرت موجود ہیں، لیکن یہاں ان سے بحث مطلوب نہیں۔ آئندہ کسی مطالعے میں ان مقالات کے تحقیقی تسامحات کا بھی جائزہ لیا جائے گا، تاکہ پوری کتاب کے محاسن اور معائب سامنے آسکیں۔ حیرت ہے کہ عہدِ جدید کی اتنی سہولیات اور وسائل کی موجودگی میں پروفیسر نثار احمد فاروقی جیسے بڑے محقق کی کتاب میں سنہ و سال کی اغلاط سے کوئی صفحہ 'محروم' نہیں۔ ان سہولیات کی موجودگی میں آج جب تحقیق و تدقیق کا یہ عالم ہے تو پھر اس سے قیاس کرنا چاہیے کہ اُن زمانوں میں جب کاغذ کی قلت تھی اور وسائل میں بھی اتنی فراوانی نہ تھی۔ اچھے اور پڑھے لکھے کاتب بھی ہر ایک قاری اور کتاب شناس کو میسر نہ تھے تو ملفوظاتی ادب کی کتابوں میں اغلاط کا در آنا ایک فطری عمل تھا۔ ان اغلاط پر واویلا کرنے اور شور مچانے والے اس سے سبق لیں اور غور کریں کہ یہ غلطیاں کیونکر دبے پاؤں در آتی ہیں اور پھر کتاب کے آنگن میں ڈیرے ڈال لیتی ہیں۔



An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism
ISSN 2347-7938

## حواشی وحوالے:

(۱) Politics and Society During Early Medieval Period (Collected Works of Professor Muhammad Habib): Vol.One:Edited by Professor K.A.Nizami:Centre of Advanced Study, Department of History, Aligarh Muslim University, Aligrah

(۲) فوائد السالکینکے مطبوعہ متن کی تفصیل:

i)فوائد السالکین: محمد عبدالاحد (مصحح): مطبع مجتبائی، دہلی: ۱۳۱۰ھ: ۳۶ص۔

ii)فوائد السالکین: بہ تصحیح مولوی اعجاز احمد و مولوی محمد عبدالاحد: مطبع مجتبائی، دہلی: ۱۳۱۱ھ/۴۔۱۸۹۳ء: ۲+۳۶=۳۸ص۔

(متن ۳۶ص پر مشتمل ہے ایک صفحہ کتابوں کے اشتہار پر مبنی ہے۔ افتخاری سلسلے کی ویب پر یہ نسخہ موجود ہے۔)

iii)فوائد السالکین: مطبع اسلامیہ، لاہور: ۱۹۱۱ء: ۴۰ص۔

(ہاتھی ٹرسٹ ڈیجیٹل لائبریری پر اس اشاعت کے کوائف موجود ہیں۔)

(۳) فوائد السالکین کے اردو تراجم:

i)مطلوب الطالبین (فوائد السالکین کا ترجمہ): مطبع مجتبائی، دہلی: ۱۸۹۸ء: ۳۶ص۔

ii)مطلوب الطالبین (فوائد السالکین کا ترجمہ): مطبع مجتبائی، دہلی: س ن: ۲۴ص۔

iii)ارشاد الصادقین (فوائد السالکین کا ترجمہ): محمد صادق چشتی قادری احمد پوری (مترجم): ناشر مترجم خود، احمد پور شرقیہ: س ن: ۶۳ص۔

iv)فوائد السالکین (فوائد السالکین کا ترجمہ): اللہ والے کی قومی دکان، لاہور: ۱۹۵۵ء: ۳۲+ ۲ = ۳۴ص۔

v)فوائد السالکین (فوائد السالکین کا ترجمہ): اللہ والے کی قومی دکان، لاہور: ۱۹۵۷ء (؟): ۳۲ص۔

vi)فوائد السالکین (فوائد السالکین کا ترجمہ): اللہ والے کی قومی دکان، لاہور: س ن: ۲۹۔

(۴) فوائد السالکینکے خطی نسخوں کی تفصیل:

i)فوائد السالکین: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: نستعلیق: ۵۵۔۷۵ اوراق: تخمیناً ۱۹ء۔

[مرآۃ العلوم۔ جلد دوم: مولوی عبدالمقتدر (مرتب): خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۰۰۹ء: ص ۲۲]

ii)فوائد السالکین: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: نستعلیق: ۲۸ اوراق: ۲۱ سطور فی صفحہ: ۱۰۹۶ھ۔

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲

[مرآۃ العلوم۔ جلد سوم: سید اطہر شیر (مرتب): خدا بخش اورینٹل پبلک
لائبریری، پٹنہ: ۲۰۰۷ء: ص ۲۷۳]

iii) فوائد السالکین: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۸ اوراق: ۱۲ سطور فی صفحہ: ۱۳ اویں صدی ھ۔

[مرآۃ العلوم۔ جلد پنجم: ڈاکٹر محمد عتیق الرحمن (مرتب): خدا بخش اورینٹل پبلک
لائبریری، پٹنہ: ۲۰۱۰ء: ص ۶۲]

iv) فوائد السالکین: مخزونہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ: ۲۸ اوراق: ۱۴ سطور فی صفحہ: ۱۳ اویں صدی ھ۔

[محولہ بالا: ص ۶۲]

v) فوائد السالکین: مملوکہ فقیر سید مغیث الدین، لاہور: نستعلیق: ۱۰۶۶ھ: ۶۴ برگ / ۱۷س۔

[فہرستِ مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان۔ جلد سوم: احمد منزوی: مرکزِ تحقیقات
فارسی ایران و پاکستان: ۱۹۸۴ء: ص ۱۷۶۶]

vi) فوائد السالکین: مملوکہ فقیر سید مغیث الدین، لاہور: نستعلیق: سید موسیٰ رضا بن سید نور الحسن (کاتب): ۱۱۹۳ھ: ۴۴ص۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۶]

vii) فوائد السالکین: مملوکہ مولانا محمد اسرائیل، مردان: نستعلیق شکستہ آمیز: سدۂ ۱۱ھ: ۱۰۰ص / ۱۶س۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۶]

viii) فوائد السالکین: مملوکہ محمد اجمل چشتی فاروقی، چشتیاں: نستعلیق: محمد بن علی قریشی چشتی فریدی: ۱۳۱۱ھ: ۱۸۰ص۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۶]

ix) فوائد السالکین: مملوکہ محمد اجمل چشتی فاروقی، چشتیاں: نستعلیق پختہ: عزیز احمد بن رفعت بیگ (کاتب): سدۂ ۱۲ھ: ۳۶ص۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۶]

x) فوائد السالکین: مخزونہ گنج بخش، اسلام آباد: نستعلیق پختہ: ایزد بخش (کاتب) ۱۷۔ جمادی الثانی: ۱۱۶۹ھ۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۶]

xi) فوائد السالکین: مخزونہ گنج بخش، اسلام آباد: نستعلیق پختہ: سدۂ ۱۲۔ ۱۳ھ: ۴۹ص۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۶]



An International Multi lingual Peer Reviewed
Refereed Research Journal on Islamic Studies &
Sufism
ISSN 2347-7938

xii)فوائد السالکین: مخزونہ مکتبۂ چشتیہ، لائل پور: نستعلیق: مجتبیٰ خان در پشاور (کاتب) ۱۱۸۱ھ: ۱۷ص۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۶]
xiii)فوائد السالکین: مخزونہ کتب خانۂ رشیدیہ، لاہور: نستعلیق: ۱۱۳۵ھ: ۸۰ص۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۶]
xiv)فوائد السالکین: مخزونہ کتب خانۂ رشیدیہ، لاہور: شکستہ آمیز: محمد غوث (کاتب): ۱۲۲۰ھ۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۶]
xv)فوائد السالکین: مخزونہ کتب خانۂ مولانا محمد علی مکھڈی، مکھڈ شریف: نستعلیق: سدۂ ۱۲ھ: ۱۰۴ص۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۶]
xvi)فوائد السالکین: مخزونہ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی، ڈیرہ اسمٰعیل خان: نستعلیق خوش: ۱۲۶۶ھ: ۶۶ص۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۶]
xvii)فوائد السالکین: مخزونہ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی، ڈیرہ اسمٰعیل خان: نستعلیق خوش: محمد عیسیٰ (کاتب): ۱۲۸۰ھ۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۷]
xviii)فوائد السالکین: مخزونہ شیرانی کلیکشن، پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور: ۱۲۲۶ھ۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۶]
xix)فوائد السالکین: مملوکہ عطاء الرحمن کھوکھر، جھاوریاں، سرگودھا: نستعلیق شکستہ خوش: محمد اسحٰق (کاتب): ۱۲۷۵ھ: ۳۰ ص/۱۴س۔
[محولہ بالا: ص۶۷۔۱۷۶۶]
xx)فوائد السالکین: مملوکہ عالمگیر شجاع، چوک وزیر خان، لاہور: نستعلیق: محمد عمر (کاتب): ۹/ ذیقعدہ ۱۲۷۸ھ در لاہور: ۷۶ص۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۷]
xxi)فوائد السالکین: مملوکہ مولانا قدرت اللہ، بھلوال: نستعلیق شکستہ آمیز: ۱۲۸۱ھ: ۶۲ص۔
[محولہ بالا: ص۱۷۶۷]
xxii)فوائد السالکین: مخزونہ آستانہ سلیمانیہ، تونسہ شریف: نستعلیق پختہ: خدا بخش تونسوی (کاتب): ۲۸/ شوال ۱۲۸۸ھ۔

تصفیہ
جلد-۳/ شمارہ ۱-۱۰
جنوری تا جون ۲۰۱۲

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۷]

xxiii)فوائد السالکین: مملوکہ گلزار احمد چک ۸۴ شمالی، بھلوال: نستعلیق خوش: مسکین راج محمد (کاتب):۱۲۸۹ھ:۸۷ص۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۷]

xxiv)فوائد السالکین: مملوکہ صاحبزادہ نور جہانیاں، چشتیاں: نستعلیق پختہ:۱۳۰۸ھ۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۷]

xxv)فوائد السالکین: ذخیرۂ ربانی، لاہور: نستعلیق: سدۂ ۱۳ھ: ۱۱برگ۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۷]

xxvi)فوائد السالکین: درگاہِ عالیہ گولڑہ شریف: نستعلیق: سدۂ ۱۳ھ: ۲۶ص۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۷]

xxvii)فوائد السالکین: مخزونہ شیرانی کلیکشن، پنجاب یونیورسٹی، لاہور: تاریخ یاد نشدہ۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۷]

xxviii)فوائد السالکین: مخزونہ شیرانی کلیکشن، پنجاب یونیورسٹی، لاہور: تاریخ یاد نشدہ۔

[محولہ بالا: ص ۱۷۶۷]

xxix)فوائد السالکین: مخزونہ کتب خانہ درگاہِ عالیہ چشتیہ احمد آباد، گجرات: نستعلیق: برگ ۳۴/۱۱سطور۔

[شمارۂ کتاب: ۶۷/ شمارۂ میکروفیلم: ۵۸]

xxx)فوائد السالکین: مخزونہ کتب خانہ درگاہِ پیر محمد شاہ احمد آباد، گجرات: نستعلیق: ۱۰۸۰ھ: ۱۶برگ/ ۲۵سطور۔

[شمارۂ کتاب: ۲۹۱/ شمارۂ میکروفیلم: ۶۶/۴]

xxxi)فوائد السالکین: مخزونہ ذخیرۂ مولانا آزاد، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ: نستعلیق: برگ ۲۲/ ۱۵سطور۔

[شمارۂ کتاب: ۱۶۵۸۔ کتابخانہ مولانا آزاد، دانشگاہِ اسلامی، علی گڑھ۔

جلد اول/ شمارۂ میکروفیلم: ۵/ ۴۱۳]

xxxii)فوائد السالکین: مخزونہ کتب خانہ ایوانِ غالب، دہلی: شکستہ: ۶برگ/ ۳۱سطور۔

[شمارۂ کتاب: ۹۷/ شمارۂ میکروفیلم: ۱۲/۳]

xxxiii)فوائد السالکین: مخزونہ مولانا آزاد کلیکشن، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ: نستعلیق: ۲۲برگ ر۱۵سطور۔

xxxiv)فوائد السالکین: مخزونہ کتاب خانۂ رضا۔ رامپور: ۷۰ب۔ ۹۲ب ورق۔

[فہرستِ نسخہ ہای خطی فارسی کتاب خانۂ رضا۔ رامپور (جلد اول):

کتاب خانۂ رضا۔ رامپور: فروردین ۱۳۷۵ر صفر ۱۴۱۷ھ ر

جون۱۹۹۶ھ: ص۲۸۸ ]

xxxv)فوائد السالکین: مخزونہ کتاب خانۂ رضا۔ رامپور: ۵۷ب۔ ۸۱ب ورق: ۱۲۹۱ھ۔

[محولہ بالا: ص۲۸۹ ]

xxxvi)فوائد السالکین: مخزونہ شیرانی کلیکشن، پنجاب یونیورسٹی، لاہور: ۲۹ورق۔

[پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں فریدی ادب۔ منتخب کتابیات:

سید جمیل احمد رضوی (مرتب): دارالفیض گنج بخش، لاہور:

نومبر ۲۰۱۴ء ر محرم ۱۴۳۶ھ: ص۵۰]

xxxvii)فوائد السالکین: مخزونہ شیرانی کلیکشن، پنجاب یونیورسٹی، لاہور: ۱۷ورق۔ [محولہ بالا: ص۵۰]

(۵) شمائل الاتقیاء خواجہ رکن الدین دبیر کاشانی کی نہایت ہی اہم اور گراں ارزش کتاب ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے موضوعات پر مختلف کتابوں کے اقتباسات نقل کیے۔ اب ان میں سے اکثر کتابیں مفقود ہیں۔ غنیمت ہے کہ اس کتاب کی بدولت ان کتابوں کے نام اور اقتباسات محفوظ رہ گئے۔ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں اس کتاب کے خطی نسخے محفوظ ہیں۔ ایک بار میں اس کا فارسی متن بھی مطبوع ہوا اور اردو ترجمہ بھی، مگر یہ کتاب جس تزک و احتشام کی مقتضی ہے، اس زاویے سے ابھی اس کی توقیر ہونا ابھی باقی ہے۔ چشتی حلقوں میں یہ کتاب صدیوں تک اپنی فکری جمالیات اور تکنیکی آہنگ کی بدولت معروف رہی۔ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے مجدد اور شیخِ وقت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی (م ۱۱۴۱ھ) نے اسی کے تسلسل میں اپنی کتاب کشکول کو مرتب کیا۔

(۶) رک: نفائس الانفاس و لطائفِ الفاظ: مجلس ۴۷۔ اردو ترجمہ ص ۱۵۰۔

(۷) آئینۂ ملفوظات: علامہ اخلاق حسین دہلوی: انجمن ترقی اردو ہند، دہلی: بارِ اول ۱۴۰۳ھ ر ۱۹۸۳ء۔

(۸) نقدِ ملفوظات: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور: ص ۶۳۔

(۹) محولہ بالا: ص۶۳۔

تصوفیہ
جلد - ۳ / شمارہ - ۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

(۱۰) محولہ بالا: ص ۶۴۔

(۱۱) محولہ بالا: ص ۶۵۔

(۱۲) تاریخ مشائخ چشت: ص ۲۰۶ بحوالہ نقدِ ملفوظات: ص ۹۳۔

(۱۳) نقدِ ملفوظات: ص ۹۳۔

(۱۴) محولہ بالا: ص ۱۲۹۔

(۱۵) محولہ بالا: ص ۶۷۔

(۱۶) محولہ بالا: ص ۱۳۰۔

(۱۷) محولہ بالا: ص ۱۲۹۔

(۱۸) محولہ بالا: ص ۱۳۵۔

(۱۹) محولہ بالا: ص ۱۳۶۔

(۲۰) محولہ بالا: ص ۱۳۸۔

(۲۱) محولہ بالا: ص ۱۲۷۔

(۲۲) محولہ بالا: ص ۱۳۴۔

(۲۳) محولہ بالا: ص ۱۳۵۔



An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism
ISSN 2347-7938